

سوئیٹ ہارٹ...!

رابعہ الربا

لاہور (پاکستان)

میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا ناں.....
لیکن پتہ نہیں..... خوبصورت لڑکیوں کے مقدر کیوں اچھے نہیں
ہوتے۔“

”اچھا پلیز بس کرو، سب ہی مرد عورت کی تعریف کرتے ہیں،
یونیورسٹی میں ہمارے ایک پروفیسر تو کہا کرتے تھے، عورت بد صورت
ہوتی ہی نہیں۔ بس کچھ زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔ کچھ کم.....“

چھوڑو..... میرے ساتھ یہ دوسرے مردوں کی باتیں نہ کیا کرو۔
مجھے اچھا نہیں لگتا، صرف اپنی باتیں کیا کرو..... صرف اپنی.....
وہ جانتا تھا کہ عورت کو صرف باتوں سے تسخیر و مسما کر کیا جاسکتا ہے اور
باتیں..... وہ تو گفتگو کے تاج محل تعمیر کر سکتا تھا۔ ماہر آرکیٹیکٹ تھا۔

”پتہ ہے اعیان میرا دل کرتا ہے کہ میں ہواؤں میں اڑوں، بانگوں
میں تیلیوں کی طرح پھولوں پر قصب کروں، بارشوں میں نہاؤں.....“

”اچھا یہ بتاؤ تمہارا دل کرتا ہے کہ تم آزاد دنیا میں گھومو..... ایک
مرتبہ میں ایو بیسا سے بھی کہیں آگے نکل گیا۔ وہاں میں نے ایک کپل دیکھا
دونوں نے جینز اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ لڑکا لڑکی کی گود میں سر رکھے
لیٹا تھا..... لڑکی ذرا جھکتی تو اس کے بال لڑکے کے چہرے کو چھو جاتے
تھے۔ مجھے بہت ہی اچھا لگا۔

میری تو خواہش ہی رہی..... بہر حال..... کبھی تم نے ایسا کچھ
دیکھا.....“

”پلیز نہ کیا کرو ایسی باتیں، تم جانتے ہو، میری حساسیت..... میرا
رومان..... روپڑوں کی میں..... حقیقت تو نہیں البتہ ایک پینٹنگ دیکھی
تھی کہ ایک لڑکی دیوان پر ٹیک لگائے سستا رہی ہے اور ایک لڑکا اسے نرمی
سے چوم رہا تھا۔ کاش میں وہ تصویر اپنے بیڈروم میں لگا سکتی.....“

”تم میں جا دو ہے جان..... تم سے نہ جانے کیوں بات کرتے ہی
میں ہوٹ ہو جاتا ہوں۔ مجھ سے برداشت ہی نہیں ہوتا۔ میں سوچتا ہوں
اگر تم میری بیوی ہوتیں تو مجھے کیسے برداشت کرتیں، اتنے ہوٹ مین

”اچھا سوئیٹ ہارٹ اب میں اسٹڈی کرنے جا رہا ہوں۔“
“Please Don't Disturb

یہ کہتے ہوئے اس نے ہونٹ چومے اور اس کے روم روم میں اپنا
وجود چھوڑ کر شب خوابی کا لباس پہنتے ہی کمرے سے باہر چلا گیا۔ اور
کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

اسٹڈی روم تنہا بیڈروم کی طرح اس کا منتظر تھا۔ اس نے لیمپ لائٹ
آن کی، کمرے کا دروازہ بند کیا اور آرام سے ٹیک لگا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ پھر
بیٹھے بیٹھے خود ہی مسکرانے لگا.....

”یہ عورتیں بھی کتنی بے وقوف ہوتی ہیں، ان کے جذبوں پر نہ تعلیم کا
اثر ہوتا ہے، نہ حالات کا۔ اگر ہوتا ہے تو زبان کا..... چاہے مرد کی زبان
کتنی ہی جھوٹ بولتی ہو.....“

مسکراہٹ مزید پھیلی تو اس کے گالوں پر ستارے ٹٹمانے لگے.....
اس نے کتاب اٹھائی اور پڑھنے لگا، لیکن اس کے پاس پڑھنے کو
کتاب سے زیادہ دلچسپ چیز تھی۔ سو اس نے کتاب بند کر کے رکھ دی اور
سائینڈ ٹیبل کی دراز سے موبائل نکالا۔ ہاں جان..... سوئیٹ ہارٹ۔ کبھی ہو؟
ابھی وہ سچ سچ اس کی جان تھی۔ کیونکہ اس نے ابھی تک اس کی جان
نہیں نکالی تھی۔ وہ خود بھی جانتا تھا کہ مرد کی جان عورت میں تب تک ہوتی
ہے جب تک وہ اسے تسخیر نہیں کر لیتا۔

”میں نے تمہیں کہا تھا نا، اتنے فون نہ کیا کرو۔ یہ اچھا نہیں ہے،
مجھے تمہاری عادت ہوگئی تو؟ محبت ہوگئی تو؟

”اوہ ہو..... یار تم بھی ناں..... مستقبل کے خوف میں حال خراب
کرنے والی بات ہے..... اچھا بس میں اپنے لیے کرتا ہوں فون۔ سمجھیں
..... تم۔“

اور وہ اسے یہ تک نہ کہہ سکی ”کتنے خود غرض ہو.....“
وہ فقط مسکرا کر دیکھتی اور خاموش ہو جاتی۔
”تمہیں پتہ ہے جان تم بہت خوبصورت ہو۔ بہت پیاری سی، جب

یہ سنتے ہی وہ رونے لگی اور اعیان بولتا ہی چلا گیا۔
 ”اور پتہ ہے ہم دور پہاڑوں میں تنہا نکل جاتے، ہمارے کمرے
 سے باہر آسمان ہوتا یا پہاڑ اور اندر ہم دونوں..... میری اور تمہاری پسند کیجا
 ہو جاتی رہیں گے اور آف وائٹ لائٹس..... اور اچانک میری آنکھ کھلتی تو
 میں دیکھتا کہ تم پلنگ پہ نہیں ہو، اضطراب میں ادھر ادھر دیکھتا، باہر آتا تو تم
 سلپنگ سوٹ میں ملبوس آسمان کے تاروں سے باتیں کر رہی ہوتیں،
 میں تمہیں گود میں اٹھاتا..... اور کمرے میں لے جاتا اور کمرہ لاک
 کر لیتا.....“

ہے ناں..... اور اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی..... آہ..... چھوڑو
 یار ابھی تم رو پڑو گی..... کہ ایسی باتیں نہ کیا کرو..... نہیں کرتا یار..... تم بھی
 تو کچھ بولو.....“
 ”کیا بولو؟ کچھ بچا ہی نہیں بولنے کو،“ اس نے ضبط کرتے ہوئے
 کہا۔

”اچھا اگر کوئی تمہیں چھونا چاہے تو اس کی کیا شرط ہوگی؟“
 ”نکاح“
 ”نکاح.....! میں کروں گا تم سے نکاح.....“ مگر لہجے کا شکول نفی کا
 طلب گار تھا۔

”مگر میں نہیں کروں گی۔“
 ”لیکن میں کروں گا۔“
 اُس نے اصرار کیا، مگر اس کی آواز میں روح ہی نہیں تھی۔ اگر روح
 ہوتی تو وہ سونیا کی جان کی طرح اس کی روح بھی قبض کر لیتا۔
 ”نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔“
 ”اچھا ہم ہمیشہ دوست تو رہیں گے نا۔ ہمارا تعلق کبھی ختم نہیں
 ہوگا۔“

”پتہ نہیں اعیان، میں ایسا کوئی دعویٰ نہیں کرتی..... دوستی ہے
 یہ.....؟..... اس کے دل کو جھٹکا سا لگا۔
 ”ہاں ہاں کیونکہ تمہاری شادی ہو جائے گی اور تم.....“ اعیان نے
 جھلا کر کہا۔
 ”پلیز“

سونیا نے روتے ہوئے فون بند کر دیا۔ اسے یوں لگا جیسے کوئی اس
 کے جذبوں کی توہین کر رہا ہے۔ کہ اس کے لہجے میں تو زمانے سے ٹکرانے
 کی طاقت ہی نہیں تھی۔ جو طاقت اس کی باتوں میں تھی اس کا لہجہ اس قوت
 سے خالی تھا۔

اگست ۲۰۱۸

کو..... اچھا کپڑے اتار دو..... میں اپنے ہونٹوں سے تمہارے بدن کو
 محسوس کرنا چاہتا ہوں.....“
 اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ کبھی تو وہ رو پڑتی کہ اعیان کو
 اسے باقاعدہ تسلیاں دینا پڑتیں، مگر پھر بھی اعیان اس کے دل کے تار بار
 بار بجا دیتا اور وہ تڑپ تڑپ کر بجنے لگتی..... کہ آخر اس کا سارا وجود
 لا حاصل عشق میں گرفتار ہو کر ناسور جاں بن گیا۔
 ”اعیان پلیز ایسی باتیں نہ کیا کرو،“ اُس کی آواز بھڑا گئی۔
 ”اچھا آئندہ کوشش کروں گا نہ کروں۔ اچھا جان سوتا ہوں، مجھے صبح
 دفتر بھی جانا ہے“

اور flying kiss کی آواز نے اسے ایک دم لرزا اور تھرا دیا۔
 ”چلو اب مجھے بھی پاری کرو ناں.....“
 ”نہیں اعیان تم نے ایک دن چلے ہی جانا ہے۔ پھر کس کو کروں
 گی۔ تب میرا دل کرے گا تو کیا کروں گی۔“
 وہ یہ کہتے ہوئے رو پڑی۔

اچھا چلو اب اس لمحے کو خراب نہ کرو۔ آنسو صاف کرو، ورنہ میں بھی
 رو پڑوں گا، پاری کرو نا،
 اس نے اتنے پیار اور مان سے کہا کہ سونیا نے روتے روتے kiss
 کیا اور فون بند کر دیا۔

اعیان اٹھا اپنے کمرے میں گیا اور اپنی بیوی سے پلٹ کر سو گیا اور وہ
 بہت دیر تک نہ جانے کس بات کو یاد کر کے روتی رہی.....
 یہ آنکھ چھوٹی روز ہوتی رہی اور روز فون نہ کرنے کی تکرار، مگر روز ہی
 سونیا کو فون کا انتظار رہتا اور اعیان کو فون کرنے کا..... کبھی کبھی دن طویل
 لگتے..... تو کبھی وقت تھا تھا سا لگتا مگر.....

”سوئیٹ ہارٹ..... ڈارلنگ..... آج میں نے تمہیں بہت مس
 کیا.....“
 ”وہ کیوں؟“ یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھڑا آئی۔
 ”میرا دل کرتا ہے میں تمہیں چھو لوں..... کیا تم مجھے چھونے
 دو گی؟“
 ”نہیں“

”مگر کیوں؟ میں ریپ نہیں کروں گا تمہارا..... میں ایسا بندہ نہیں
 ہوں..... اگر تم مجھے آج سے کچھ سال پہلے ملی ہوتیں نا تو آج میری
 بیوی ہوتیں..... I am one woman person تم سے جو تعلق
 ہے بس پہلا اور آخری ہے۔ اس کے بعد کسی سے نہیں ہو سکتا۔“

ایوان اردو، دہلی

اور عشقِ ظالم نے تڑپ کر ایک رات اعیان کے اس نمبر پر اچانک
کال کر دی جو اس کا تھا۔ فون مصروف تھا۔ ایک دو مرتبہ پہلے کی طرح آج
بھی مصروف.....

اس کی تڑپ ٹیسوں میں بدل گئی اور اس نے سیل ہی بند کر دیا اور
بستر کی آغوش میں اپنے دکھ بانٹنے لگی۔ حقیقتاً آج بہت کچھ کھو گیا تھا۔ اس
کا اپنا وجود بھی.....

اعیان نے چند ہی لمحوں میں سونیا کو کال بیک کیا، مگر اس کا فون اس
کے مقدر کی طرح سویا ہوا تھا۔

اسے ذرا بوکھلاہٹ ہوئی۔
مجھے ہمیشہ کی طرح سم چلنی چاہیے تھی۔ بُرا وقت بتا کے تھوڑی
آتا ہے۔

آہ..... افسوس میری وجہ سے کسی کو تکلیف ہوئی..... اف گاڈ.....
میری وجہ سے کسی کا دل دکھا، لیکن چند ساعتوں میں وہ پُرسکون ہو گیا۔
مسکرایا اور اسی نمبر پر کال کر دی۔

”اور سناؤ سویٹ ہارٹ..... آئی مس یو..... تم میں جادو ہے
جان.....“

وہ سلگنے لگی تو اعیان اپنی سوچوں میں گم ہو گیا۔ اس کا دل کہیں تھا
دماغ کہیں.....

ڈیپری اعیان..... ریلیکس..... سچ یہی ہے..... جو ہوا سو ہوا..... اور
ایسی خوبصورت لڑکیاں تو دنیا اور زندگی میں آتی جاتی رہتی ہیں۔ یوں بھی
یار علی کی اور اس کی پہلو ہائے ہو گئی ہے اور یہ مجبور اور بے بس لڑکیاں..... تو
باتوں کی بانہوں میں جلد آ جاتی ہیں۔ ویسے بھی اچھی لڑکی ہے۔
خوبصورت بھی ہے۔ علی سب سنبھال لے گا۔ جنید نے یہ حسین تحفہ مجھے دیا
تھا اور آج یہ خوبصورت گفٹ میں علی کو دے رہا ہوں۔



کچھ دن بعد اس کا تبادلہ کسی اور محلے میں ہو گیا اور فون کم ہوتے
ہوتے ختم ہونے لگے۔ وہ سم جو سونیا کے لیے لی تھی وہ بند رہنے لگی۔ ریگولر
نمبر پہ سونیا کال کرتی نہیں تھی۔ اب صرف دفتر کا نمبر تھا جس پہ صرف
اعیان کی آواز سن سکتی تھی۔

مگر اعیان کے پاس اب آواز سنانے کے لیے بھی وقت نہیں تھا،
لیکن پھر بھی ایک دن اس کا مختصر سا فون آیا اور اس نے وسیع و عریض
باتیں کر دیں۔

”جان..... کیسی ہو.....؟ سناؤ.....! ہاں جان علی سے میری بات
ہوئی تھی۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ تمہیں اس کی ڈاکو میٹری بہت اچھی
لگی۔“

ہاں اس کا ای میل ملا تھا۔“ اس نے بے دلی سے جواب دیا۔
”جان من یہ مت سمجھنا کہ میں بھول گیا۔ یار تمہیں پتہ نہیں یہاں
کتنی مصروفیت ہوتی ہے۔ میں تمہیں بہت مس کرتا ہوں..... سویٹ
ہارٹ اب تم اپنے ارد گرد خوشیاں تلاش کرو..... آئی مس یو.....“
یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا مکر تھا۔ وہ
تڑپ اٹھی۔

میں نے کون سی خوشیاں مانگ لی تھیں اعیان تم سے..... سچے
جذبوں کی بھیک تک تو مانگی نہیں..... کبھی تمہارے لفظوں و جملوں کے
نشتروں تک کی شکایت تو کی نہیں تم سے..... اور تم کہہ رہے ہو..... وہ
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ جو چشم تصور میں اس کے سینے پر سر رکھ کر سونے کی عادی ہو گئی تھی،
اسے معلوم ہوا کہ چند ماہ سے اسے چشم تصور میں بھی اس کے سینے پر جگہ
کیوں نہیں مل رہی تھی۔

وہ کھلی کھلی آنکھیں جو باتوں سے اس کا دیدار کرتی تھیں رور و کر
مر جھا گئیں جیسے چاند کے گرد ہالے پڑے ہوتے ہیں۔

مونو گراف حضرت وارث شاہ

وارث شاہ جنھیں بجا طور پر پنجابی زبان، پنجابی شاعری اور پنجابی ثقافت، تہذیب و تمدن کا وارث کہا جاتا ہے، ان پر یہ مونو گراف بھرپور روشنی
ڈالتا ہے۔ اس میں وارث شاہ کے حالات زندگی بھی بھرپور تحقیق و توجہ کے ساتھ شامل کیے گئے ہیں۔ بہیرا، ننھا کی کہانی کو اسی پیرائے میں پیش کیا گیا
ہے جس میں وارث شاہ نے اسے تحریر کیا تھا تا کہ اس عظیم شاعر کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑ سکے۔

مصنف: رتن سنگھ، صفحات: ۱۳۶، قیمت: ۲۵ روپے

ناشر: اردو اکادمی، دہلی